

زکوٰۃ

(معاشیاتی نقطہ نظر سے)

(۳)

از جناب نعیم صدیقی

زکوٰۃ کسوز | زکوٰۃ کسوز کا حکم جس آیت سے اخذ ہوتا ہے، وہ ہے: "إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ
الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا..... الخ" اور اس آیت کی شرح اس تفسیری روایت
سے ہوتی ہے جس میں اس آیت کے نزول پر صحابہ کرام کی تشویش کے جواب میں نبی صلعم نے واضح
فرمایا ہے کہ آیت کی وعید اس "کسز" سے تعلق رکھتی ہے جس سے اللہ کا حق یعنی زکوٰۃ ادا نہ ہو۔
کسز کے نصاب میں جو احکام نبوی و... ہیں ان سے معافی اخذ کرنے میں اختلافات پائے جاتے
ہیں لیکن ان اختلافات میں سے جو بہر لیا جاسکے تو

چاندی کا نصاب = ۵۲ تولہ بوزن راج

سونے کا نصاب = ۱۶ " " " "

قرار پاتا ہے۔

اب اس میں قدر واجب وہی ۱۶ یا ۲۱ بڑی شرح سے ہے۔

اس کے بعد ایک اہم سوال باقی رہ جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر وہ نقدی جو سکوں کی شکل میں ہو،
کیا اسے بھی زکوٰۃ کا مصدر اخذ قرار دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ ذرا سے تامل سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے
کہ "نقدی" فی الاصل تو سونا چاندی کا نام ہے اور سگے کو درحقیقت حکومت اصل نقدی کا قائم مقام
ٹھہراتی ہے اور وہی قوت خرید (Purchasing Value) جو چاندی سونے میں قدیم زمانے

میں چلی آتی ہے، قانوناً سکوں میں منتقل کر دیتی ہے۔ اس وجہ سے سکہ درحقیقت چاندی یا سونے ہی کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے فقہاء نے سکوں کو (چاہے وہ کسی دعوات کے ہوں) کنوز کے اندر شمار کیا ہے اور عملاً ہی تصور رائج ہے۔ بہر حال لوگوں کے جو ”زر“ کی ماہریت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے اس تصور سے اختلاف رکھتے ہیں۔ درحقیقت ”زر“ چاہے سونے چاندی کے دعوات سے وجود پاتے، چاہے جوڑے اور کاغذ کے ٹکڑوں سے، اس کا کسی کے پاس ہونا یا معنی رکھنا ہے کہ اس کے پاس اس قوت خرید (Purchasing Power) کا سونا چاندی ہے جو قوت خرید کسی ”ذر مصنوعی“ کے لیے قرار دی گئی ہے۔ سکہ حقیقت میں اس امر کی سند ہے کہ ہر شخص اس کی مالیت کے سونے چاندی کا مالک ہے اور جو کچھ اسے سونے چاندی کے بدلے میں ملنا چاہیے وہی کچھ یہ مارکیٹ میں اس سکے کے بدلے میں ہر وقت لے سکتا ہے۔

چونکہ ہندوستان میں معیار ”ذر مسکوک“ چاندی مقرر ہے، اس وجہ سے یہاں سکے کی مالیت (Purchasing Value) چاندی سے مطابقت دی جاتی رہی ہے، نیز ایک دوسرے نقطہ نظر سے کہ چاندی اور سونے کے نصابوں میں سے جو صورت زکوٰۃ کے وجوب کو پہلے لازم کرتی ہو، اسے اختیار کرنا چاہیے (یہ بھی فقہاء کی استخراجی رائے ہے)، یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سکوں کی مالیت کو چاندی کے مقابل میں رکھ کر دیکھا جائے اور انہیں چاندی کا قائم مقام قرار دیا جائے۔ تیسرے یہ امر بھی قابل غور ہے کہ نبی صلعم نے چاندی کو ایک حد تک زکوٰۃ کے مسائل میں معیاری اور بنیادی اہمیت دی ہے اور سونے کو ثانوی، چنانچہ بعض فقہاء نے اصل نصاب چاندی کا نصاب ہی قرار دیا ہے اور سونے کے نصاب کو اس سے مطابقت دیتے رہنے کا مسئلہ پیدا کیا ہے۔ اس سلسلے سے چاہے ہم متفق نہ ہوں،

لے ”زر“ کی ماہریت نہ سمجھنے کی وجہ سے بعض علماء جو ”سکے“ پر زکوٰۃ کا وجوب مانتے بھی ہیں، نوٹ کے معاملہ میں وجوب زکوٰۃ کے خلاف ہیں۔ حالانکہ جس طرح سکہ عملاً بالکل سونے چاندی کا قائم مقام ہے، اسی طرح نوٹ سکے کا قائم مقام ہے۔ نوٹ کی حقیقت کو ایک دوسری طرح بھی سمجھا جاسکتا ہے۔ یہ دراصل ایک فرض یا امانت دی ہوئی رقم کی ایسی قطعی رسید ہے کہ اس کو ہر وقت cash کر لیا جاسکتا ہے اور بالکل سکے کی سی قوت خرید رکھتی ہے۔

مگر چاندی کی "بنیادی" اہمیت بہر حال قابل تسلیم ہے۔

اب یہ طے ہو جانا چاہیے کہ سکوں کی کونسی مقدار بحالت موجودہ ۵۲ تولہ چاندی کی قائم مقام ہے۔ ۲۴ فروری ۱۹۴۷ء کو بمبئی کی مارکیٹ میں چاندی کا نرخ ۱۵۳ روپے ۱۳ آنے فی سو تولہ تھا۔ اس حساب سے ۵۲ تولہ چاندی کی قائم مقامی ۷۰ روپے ۹ آنے ۱۱ ۱/۲ پائی کے سکے کرتے ہیں۔ سہولت کے لیے ہم اس مقدار کو پورے ۱۰۰ روپے قرار دے لیں تو کوئی بڑا ہرج واقع نہیں ہوگا۔

اس کے بعد ایک اور اہم امر یہ قابل غور ہے چاندی اور سکوں کا نصاب اور سونے کا نصاب کیا الگ الگ ملحوظ رکھا جائے یا مجموعاً دیکھ لیا جائے کہ چاندی یا سونے کے دونوں نصابوں میں سے کوئی مکمل ہوتا ہے یا نہیں اور پھر جو زکوٰۃ کی زیادہ مقدار واجب کرنے والا نصاب ہو اسے اختیار کر لیا جائے۔ یہ ایک بڑا اہم اختلافی مسئلہ ہے اور ایک گروہ نصابوں کو جمع کرنے کا مخالفت ہے اور دوسرا اس کا حامی ہے۔ ہم فقہی نقطہ نظر سے ان پر کوئی تنقیدی بحث کیے بغیر یہ مناسب سمجھتے ہیں کہ نصابوں کو جمع کرنے کا اصول اختیار کریں کیونکہ ہمیں جو حساب مرتب کرنا ہے اس میں تو یہی صورت سہولت پیدا کرتی ہے۔ ایک موٹا حساب اس سے یہ معین ہو جاتا ہے کہ ۱/۱۰ روپے کی مالیت کے سکے اور چاندی اور سونا بحیثیت مجموعی جس شخص کے پاس سال بھر جمع رہیں اس پر ۱/۲۰ زکوٰۃ واجب الادا ہوگی۔

ہندوستان کی زکوٰۃ کنونشن کا اندازہ | ہندوستان کی پیسک کے کنونشن حسب ذیل صورتوں میں پائے

جاتے ہیں :-

۱۔ زیورات۔ ۲۔ نقد بدست۔ ۳۔ بنکوں میں رکھوائی ہوئی امانتیں۔ (ب) بیمہ کمپنیوں میں جمع کرائی ہوئی بچتیں۔ (ج) حکومت کو جاری کیے ہوئے قرض۔ (د) بنکوں اور بیمہ کمپنیوں کے حصص کی داخل کردہ قیمت۔

حقیقت میں ہندوستانی پیسک کی زیادہ تر بچتیں تیسری صورت میں پائی جاتی ہیں۔ اور یہی صورت لمبے اور چھپیدہ حساب کی متقاضی ہے۔ سو اس پر بحث کو موخر کر کے پہلے ہم زیورات اور

(۳) اس ۱۵ ہزار آبادی کا ۱۵ ہزار ۵۰۰ روپے تا ۱۰۰۰ فی کس روپے

(۴) " " " " ۵ ہزار ۱۰۰۰ " تا ۵۰۰۰ " " " "

گویا خانگی اندوختوں کی زکوٰۃ کل ۶ کروڑ افراد پر آ سکتی ہے اور اوپر کے طبقائی اندازہ کنٹرو
کے لحاظ سے زکوٰۃ کا حساب یوں بنے گا:-

طبقات	کل تعداد افراد	اندوختہ فی کس (اوسطاً)	زکوٰۃ فی کس (اوسطاً)	طبقہ وار مجموعی زکوٰۃ
اول	۳۰۰۰۰۰۰	۸ - ۱۳۵	۶ - ۳	۱۰۷۱۸۷۵۰ - ۱۰۰ روپے
دوم	۱۸۰۰۰۰۰	- - ۳۵۰	۱۲ - ۸	۱۵۷۵۰۰۰۰۰
سوم	۹۰۰۰۰۰	- - ۳۵۰	۱۲ - ۱۸	۱۶۸۷۵۰۰۰۰
چہارم	۳۰۰۰۰۰	- - ۳۰۰۰	- - ۷۵	۲۲۵۰۰۰۰۰

میزان جملہ مقدار زکوٰۃ

" ۶۵۲۹۶۸۷۵۰

یہ ہوئے پینسٹھ کروڑ اسی لاکھ اڑسٹھ ہزار سات سو پچاس روپے سالانہ۔

اب بنکوں، بیمہ کمپنیوں، اور حکومت کو دیے ہوئے قرضوں کا اندازہ زکوٰۃ کنٹرو کے
سلسلہ میں کرنا رہ جاتا ہے، اور اس اندازہ کے لیے اعداد و شمار کی کئی وادیاں طے کرنی ناگزیر ہیں۔

مندرجہ ذیل کتابیں چھپ چکی ہیں

پردہ -- تفہیمات (نظر ثانی شدہ) - شہادت حق - نیشنلزم اینڈ انڈیا (انگریزی)
مماشسی مسئلہ (انگریزی) - نظریہ سیاسی (عربی) - حقیقت تقویٰ -
"مینجر"